اعادۂ تبسلہ کادیانی

ناظرین! ہم کادیانی کو مردہ سمجھکر اسکا جنازہ بڑھ چکے تھے - اور آیندہ کے لئے اسکے خطاب تسلیم اوٹھا چکے تھے - کہ اس کے چند اشتہار آدر آ پہنچے - لہذا مجبور ہوکر اون کے جواب مین قلم اوٹھاتے اور اس مثال کو عمل مین لاتے ہین - **مرے پر سو دُرّے** ❖

دجال کادیانی کی نئی چال کا مآل

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ❖ جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

کذاب دکیا دلا ثانی دجال **کادیانی** نے ناواقف مسلمانوں کو دام زیر لانے اور اپنے دام افتادگان سے فلوس کمانے کی غرض سے یہ تجویز **مشتہر** کی تھی کہ میں اسلام کو دشمن اور بیجا الزام مخالفین اسلام سے بچانے کے لئے گورنمنٹ سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہون کہ "**دفعہ** ۲۹۸ - تعزیرات ہند کو وسیع کیا جائے" مسلمان میری مدد کریں - اور اس درخواست میں میرے ساتھ ہو جاوین

اس کے جواب میں ادہر سے مضمون "**دجال کادیانی کی نئی چال** مشتہر ہوا اور اس میں عام مسلمانوں کو یہ بتایا گیا کہ کادیانی کا مقصود اس تجویز سے مسلمانوں کو اپنی خیر خواہی جتانا اور اس ذریعہ سے انکا مال بارنا ہے - اور اس تجویز کا اسکے ہاتھ سے انجام پذیر ہونا **دو وجہ** سے ناممکن ہے -

اوّل یہ کہ وہ خود اس جرم کا مرتکب ہے جسکو اس درخواست سے ہٹانا چاہتا ہے **دوم** یہ کہ اسکے لائلٹی (وفاداری) مشتبہ ہو - کوئی مسلمان وفادار گورنمنٹ یہ کام کرے - تو یہ انجام پذیر ہو سکتا ہے -

اس مضمون کے مشتہر ہونے سے مسلمان اسکے دام تزویر سے واقف ہو گئے - اور جو اسمیں پھنس گئے تھے وہ نکل آئے - اُنہون نے جو اس کی درخواست پر دستخط کئے تھے واپس لئے -

ؔ یہ مضمون زر دچوہدویں پر شائع ہوا ہے جنکے پاس نہین پہنچا وہ آدہ آنہ (۲؍) کا ٹکٹ بھیجکر درخواست کرین ؔ

کادیانی نے یہ ناکامی دیکھ کر فوراً اپنا استعفا مشتہر کر دیا۔ اور یہ کام خاکسار (راقم مضمون) کے سپرد کر دیا۔

ہم نے خدا کے محض فضل و توفیق سے اس کام کا بیڑا اوٹھالیا۔ اور اُس کی کارروائی کو شروع کر دیا۔ تو اثنا کارروائی میں معلوم ہوا کہ کادیانی کا وہ استعفا بطور نفاق و تقیہ تھا۔ اور در حقیقت وہ اپنی درخواست پر دستخط کرانے کی کارروائی سے باز نہیں آیا۔ و معہذا وہ ان ہی دنوں میں اپنی تالیف ایسے رسائل شایع کرنا چاہتا ہے۔ جو اس کارروائی کے حسن اتمام کے لئے قوی مانع اور سخت سدراہ ہیں۔ اسپر ہمنے کادیانی کے نام ایک پرائیویٹ خط لکھا جسکو بعینہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ ۴۔ نومبر ۱۸۹۵ء ۶۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا مسلما

مرزا غلام احمد صاحب

سلام علی من اتبع الھدی۔ آپ کا استعفا مطبوعہ ۳۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء بذریعہ رجسٹری میرے پاس جسروز سے پہنچا اوسی روز سے میں نے اس کار خیر کی جس سے آپ مستعفی ہوئے ہیں کارروائی شروع کردی۔ اولاً بٹالہ کے اعیان اسلام سے اس کار خیر کے انتظام میں شریک ہونے کی درخواست کی۔ پھر امرتسر پہنچا اور وہاں کے علماء و فضلاء سے اسمیں شمولیت و اعانت کی درخواست کی پھر لاہور پہنچا اور وہاں کے قومی حامیوں اور دین کے خادموں لیڈروں والیوں سے مدد چاہی۔ پھر ضلع گوجرانوالہ۔ وزیرآباد۔ و حافظ آباد وغیرہ میں پہنچا۔ اور وہاں بھی یہی سوال کیا۔ ان مقامات کے وکیلوں اور پالیٹشن (انتظامی امور کے جاننے والے) اشخاص سے بھی ملا۔ اور ان سے بھی شمولیت و اعانت کا خواستگار رہا۔ میری اس کارروائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان مقامات کے علماء و لیڈروں اور وکیلوں نے مجھ سے شرطیہ وعدہ اعانت کیا ہے (جیسا کہ بقول آپکے نواب محسن الملک نے آپ سے شرطی وعدہ اتفاق و ہمدردی کیا تھا) ان حضرات نے یہ فرمایا ہے کہ بعد مشاورت و باہمی مباحثہ آپ کی درخواست کا قطعی جواب دیا جائے گا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ لوگ آپس میں مباحثات کر رہے ہیں۔ اور کئی جلسے کر چکے ہیں۔ جب

ان علماء اور لیڈروں کا اس امر پر اتفاق ہوگیا تو ممبر میں ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب کو ملونگا - اور اُن سے پرائیوٹلی اجازت حاصل کر کے پبلکی اور اوفیشل کارروائی شروع کرونگا و بمشاورت و معاونت علماء و کلا اس درخواست کا نیا مضمون جس میں آپکی مجوزہ شروط کے علاوہ کئے اور شروط اور تشریحات بھی ہونگی - مرتب کر کے پبلک اہل اسلام میں مشتہر و مستدل کر کے عام اتفاق حاصل کرونگا - انشاء اللہ تعالے -

اس کارروائی کو اس طریق و ترتیب سے شروع کرنے کی وجہ آپ پر مخفی نہ ہو گی - آپ جانتے ہیں (اور اسی* وجہ سے آپ اس کام سے دست بردار ہوئے ہیں -) کہ یہ کام قومی کام ہے نہ شخصی - لہذا یہ قوم ہی کے اتفاق اور شمولیت سے انجام پذیر ہوسکتا ہے نہ کسی ایک شخص (خاکسار یا آپ) کی ذاتی سعی اور شخص طاقت سے - لہذا اولاً اس کام میں علماء کا اتفاق ضروری ہے جنکے ہاتھ میں عوام کا مسخر ہونا آپ بھی اپنے استعفا کے صفحہ اول سطر ۱۴ میں تسلیم کر چکے ہیں اور انکے اتفاق کے بغیر ایسے کاموں کا حسن انجام ناممکن و محال ہے -

ثانیاً وکیلوں اور پالیٹشن اعیان اہل اسلام کا اتفاق جو قانونی پہلو سے اس کام کا مفید و ممکن الوقوع ہونا دیکھ سکتے ہیں - جیسا کہ صرف عقلی تجویز سے علماء اور عام عقلا اس کو دیکھ سکتے ہیں او

* جس وقت ہماری تحریر آپکے پاس پہنچی اور وہ پڑھی گئی - اوس وقت اوسپر خوب نکتہ چینی کی گئی - مگر شام کے جلسہ کانفرنس میں آپ نے اپنے حواریوں میں یہ تقریر کی کہ اس کام کا انجام پذیر ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ کثرت سے اسپر دستخط ہوں اور اس کام کے کرنے والوں کی حکام تک رسائی ہو ہماری جماعت چونکہ قلیل ہے اس لئے کثرت دستخطوں کی امید نہیں - اور حکام تک ہماری آمد و رفت بھی نہیں اور محمد حسین کو حکام تک رسائی ہے - اور اسکے ذریعہ سے کثرت سے دستخط بھی ہوسکتے ہیں - لہذا یہ کام اگر اسکے سپرد کرنا چاہیئے - یہ بات ہم سے مولوی حسن ابو رحمت شاستری نے کہی ہے جو آپکے پاس گئے بیٹھے رہے ہیں - اور وہ آپ کے رسائل مذکورہ کی ہندی میں لکھنے لکھانے میں مددگار رہتے - آپ انکار کریں گے تو ہم اون کو شہادت میں پیش کریں گے -

اسی عقلی تجویز سے یہ خاکسار اس کام کو مفید مان چکا ہے۔ ان پرائیویٹ مدارج و مراتب کے طے ہونے کے بعد گورنمنٹ کی اجازت بھی اس میں ضروری ہے۔ جبکہ اختیار اور حکومت کے ہاتھ میں خدا تعالےٰ نے ہماری باگ دیدی ہے۔ اور بلا رضامندی گورنمنٹ کے ہم اپنا کوئی قانونی امر نہیں کر سکتے۔ اس طریق و ترتیب کے لئے کوئی امر سد راہ نہوا تو خدا تعالےٰ سے امید قوی ہے کہ یہ کام اچھی طرح سے انجام پذیر ہوگا۔ مگر میں کمال افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ میں نے امرتسر میں آتے ہی ایک مشہور و نامور عالم سے جو تمام شہر کا مقتدا ہے۔ اور لاہور میں آتے ہی ایک اخبار کے مسلمان ایڈیٹر اور ایک اسلامی انجمن کے ممبر سے سنا تھا کہ آپ کے تابعین و خلفا و راشدین اب بھی لوگوں سے آپ کے نقشوں پر دستخط کراتے پھرتے ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ وہ نہ تو اس کا نام لیتے ہیں اور نہ آپ کا۔ بلکہ کہیں تیاری مسجد کا نام لے کر دستخط کراتے ہیں۔ اور کہیں ان ہندوؤں پر نالش کرنے کا نام جنہوں نے بعض اخبارات میں بانئ اسلام کی توہین کی ہے وہ لوگ اپنی اس کارروائی دستخطوں سے آپ کے استعفا کی تکذیب کر رہے ہیں۔ اور یہ بتا رہے ہیں کہ آپ کا استعفا محض برائے نام ہے نہ حقیقی۔ اور پریکٹیکل (عملی) میں نے ان زبانی خبروں کو باوجود معتبر ہونے راویوں کے اس لئے کہ وہ کارروائی آپ کی غیبوبت میں ہوئی ہے۔ اور نالائق خلیفوں کی ہے نہ آپ کی کچھ لحاظ نہ کیا اور اپنی کارروائی کو بند نہ کیا۔ بلکہ جاری رکھا تھا مگر ۲۔ نومبر ۱۸۹۵ء کو ضلع سیالکوٹ سے ایک خط اس مضمون کا میرے پاس پہنچا ہے کہ "۱۔ اکتوبر کو ایک پیکٹ مرسلہ مرزا غلام احمد ملا جس میں خط مطبوعہ واسطے دستخط کرانے کے ملفوف تھا۔ اور ایک وہ خط جس میں اوس نے اپنے گروہ کو اس کارروائی سے علیحدہ کیا ہے۔ میں آپ سے بطور مشورت دریافت کرتا ہوں کہ ہم اس فہرست (یعنی نقشہ مرسلہ کادیانی) پر جو دستخطوں کے واسطے طبع کی گئی ہے دستخط کر کے قادیاں میں بھیجدیں یا آپ کی طرف" هذا لفظه

اس خط نے پہلے زبانی خبروں کو بھی معتبر اور صحیح کر دیا۔ اور مجھے یقین دلایا ہے کہ آپ نے جو استعفا مشتہر کیا ہے وہ اس مثل کا مصداق ہے کہ "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور" اس خط کا بیان راست اور مطابق واقع ہے تو آپ در پردہ میری اس کارروائی کے مزاحم ہوتے ہیں۔ جب تمام اہل اسلام یہ جان لینگے کہ آپ بھی اس کارروائی میں شریک ہیں تو وہ

مجھے آپ کا ثانی اثنین قرار دینگے۔ اور میرے ساتھ اس کارروائی میں شریک بنینگے۔ اور گورنمنٹ بھی آپ کی اس رائے کے مشتہر ہونے سے میری کارروائی کو آپ کی کارروائی سمجھ گی اور یہ تمام کارروائی اوسی اعتراض کا مورد ہوگی جس اعتراض کی وجہ سے آپ کو علیحدگی اختیار کرنی پڑی ہے۔ آپ اگر میری اس افسوس اور شکایت کے جواب میں بہ انکار پیش آئیں گے۔ اور اُلٹا مجھ سے ثبوت خلاف طلب کرینگے تو یہ بحث طویل ہوگی۔ اور اصل بات چھوٹ جائے گی۔ لہذا میں بحث کو چھوڑ کر ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہوں جس سے آئندہ آپکے خلفاء کی مداخلت موقوف و قطع ہوسکے وہ یہہ ہے کہ وہ جملہ کاغذات (نقشے) جن پر ۲۰۷۵ دستخط ہوچکے ہیں۔ اور وہ کاغذ جو اُن کے بعد آپ کے پاس پہنچے ہوں۔ اور جملہ خطوط و تحریرات جو اس کارروائی کے متعلق آپ کے پاس آئی ہوں جن کا ذکر آپ اپنے اشتعا میں کر چکے ہیں یا وہ ہنوز کالفیڈنشل (مخفی) ہیں سب کے سب بذریعہ رجسٹری میرے پاس بھیج دیں۔ اور اس امر کو بذریعہ اشتہارات و اخبارات مشتہر کردیں تاکہ آئندہ آپ کو یا آپ کے اتباع کو دستخط کرانے کا حوصلہ نہ رہے۔ اور اُن دستخطوں کو آپکی پارٹی میں فضول اور بیکار سمجھا جاوے۔

ہم ان دستخطوں اور تحریرات سے اور فائدہ اوٹھانا نہیں چاہتے۔ آپ کے دل میں کوئی اور خیال نہ لانے۔ اور ہم بعد اتمام اس کارروائی کے وہ کاغذات آپ کو واپس دینگے خاطر جمع رہے۔

اس کارروائی کے متعلق ایک امر اور بھی آپ کی توجہ کے لائق ہے۔ اور میری کارروائی کا عمدہ نتیجہ پیدا ہونے کے لئے بمنزلہ شرط۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ اپنے مسودہ درخواست کے صفحہ ۴ سطر ۱۹ میں ظاہر کرچکے ہیں کہ اس درخواست سے صرف مسلمانوں ہی کا فائدہ مقصود نہیں ہے بلکہ ہر قوم اس فائیدہ میں شریک ہے۔ لہذا نہایت ضروری امر ہے کہ ہم فائیدہ اقوام غیر کو بتلائیں سمجھا دیں اور اُن کو اپنی درخواست میں شریک کریں۔ اور درخواست پر ہندوؤں عیسائیوں سکھوں وغیرہ کے بھی دستخط ثبت ہوں۔ اور یہ درخواست نیشنل (قومی) درخواست ہوجائے۔ جسکو کسی مذہب یا کسی فرقہ سے خصوصیت نہیں ہوتی۔ اور اسپر گورنمنٹ کی پوری توجہ ہو اور اس امر کے لئے یہ ضروری شرط ہے کہ ان دونوں مسلمانوں کی طرف سے جو اس درخواست کے پیش کرنے والے اور اس سلسلہ کے محرک بنتے ہیں۔ اقوام غیر کے لئے کوئی تازہ مذہبی رنجش

اور نیا جوش و اشتعال مخالفت پیدا نہ ہو۔ اور وہ درخواست کنندگان کو صلح جو وامن خواہ سمجھ کر اُن کی درخواست پر دستخط کر دیں۔ مگر میں نے افسوس کے ساتھ یہ بھی سُنا ہے اور آپ کے اشتہارات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے آجکل ہندؤں اور سکھوں پر ایک تازہ چھرا چلایا ہے ہندؤں کے دیرینہ زخم کو تازہ کر کے ان کو رنج پہنچایا ہے۔ اور سکھوں کو تازہ زخم کیا ہے۔ اور ان سے لڑائی کرنیکا بنیادی پتھر رکھا ہے۔ ہندؤں کے مقابلہ میں ایک رسالہ "آریہ دھرم" لکھا ہے جسمیں ایک بڑا شرمناک و فحش آمیز الزام اُن کو دیا ہے۔ جو نا قابل ذکر ہے۔ اور سکھوں کے مقابلہ میں ایک رسالہ "ست بچن" لکھا ہے۔ جسمیں سکھوں کے بانی مذہب اور اُنکے گورو نانک کو مسلمان قرار دیا ہے جو اُن کے دلو نپر ایسا زخم کرنیوالا ہے جو کسی مسلمان کو سکھ یا کافر کہنے سے ہو سکتا ہے۔ اور نیز اسمیں سکھوں کے گرو سے آریوں کے ویدوں کی مذمت نقل کی ہے جس سے آریوں اور سکھوں کی باہمی جنگ کا اندیشہ ہے۔

یہ رسائل شائع ہونگے تو سکھوں اور ہندؤں کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے سخت رنج اور اشتعال پیدا ہوگا۔ اور ہماری درخواست پر انکا دستخط کرنا محال ہو جائیگا۔ پس اگر آپ اس درخواست کی تکمیل چاہتے ہیں تو ان رسائل کی اشاعت کو ملتوی کر دیں آپ اگر اپنے آپ کو مسلمان جانتے ہیں تو ان دونوں رسائل کی اشاعت کو اس خیال سے ملتوی کریں کہ ان اقوام غیر کو مسلمانوں کی طرف سے رنج نہ پہنچے۔ اور مسلمانوں کی درخواست مذکور پر انکا اتفاق ہو۔ اور اگر آپ اہل اسلام سے خارج ہیں (جیسا کہ علماء اہل اسلام کا خیال ہے) تو اس خیال سے انکی اشاعت کو ملتوی کریں کہ آپ بھی بشمولیت دیگر غیر اسلامی اقوام اس درخواست سے اتفاق کرنے کے لئے مدعو ہیں۔ بلکہ اس درخواست کے اول یا یوں کہیں کہ مستعفے محرک آپ ہیں لہذا ضرور ہے کہ اس درخواست کے برخلاف آپ سے کوئی کارروائی عمل میں نہ آئے۔ ان رسائل کو آپ شائع کر دینگے تو نہ صرف غیر اسلامی دنیا میں بلکہ اسلامی جماعتوں میں بھی اس درخواست کے برخلاف جوش و فساد کی آگ بھڑکانے والے آپ متصور ہونگے ہندو اور سکھ آپ سے اور آپ کے سبب سے مسلمانوں سے (جنہیں اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں) یوں آشفتہ ہونگے۔ اور بھڑکینگے اور کہینگے کہ آپ نے ان رسائل میں ان کے مذہب اور اکابر مذہب کی سخت توہین کی ہے

پھر آپ کی درخواست انسداد توہین کیوں کر لایق اتفاق ہے۔ مسلمان اسلئے آپ سے آشفتہ ہونگے۔ اور بھڑکیں گے۔ اور کہیں گے کہ آپ نے آیت وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ کا خلاف کیا اور غیر اقوام کے اکابر کو برا کہکر اپنے اکابر دین کو برا کہلوایا۔ پھر اس درخواست انسداد توہین پر کیونکر کسی کا اتفاق ہوگا۔ آپ اگر یہ عذر کرینگے کہ ہم نے جو کچھ ان رسایل میں لکھا ہے اُن کی مسلمہ کتب سے لکھا ہے تو وہ لوگ بھی اپنی گالیوں کی تائید و ثبوت میں یہی بات کہینگے اور مسلمانوں کی بعض کتابوں سے ایسی باتیں نکال دیں گے جنکو وہ اپنے خیال میں اپنے الزاموں کا مستند سمجھتے ہونگے۔ اسمیں شک ہو تو مسلمانوں کی "کہتا سلوکی" اور اُسکا جواب ہندوؤں کی طرف سے۔ اور کنہیا لال الکھ دھاری کی تصانیف ملاحظہ کرو

اصل قانون کی دفعہ ۲۹۸ جس کی تشریح آپ چاہتے ہیں یہی اجازت نہیں دیتے کہ جو بات کسی کی دل آزاری و توہین کے موجب ہو سکتے ہو چھاپ کر مشتہر کیجائے گو انکی مسلمہ کتاب میں وہ موجود ہی کیوں نہ ہو۔ × × × × × × × × × × × × × ان امور کیطرف آپ نے توجہ نہ کی۔ تو عام اہل اسلام کو یقین ہوگا کہ آپ نے اپنا استعفا اپنی کسر نفسی و بے غرضی جتانے کے لئے مشتہر کیا تہا اور درحقیقت آپ کو اس کام کے انجام پذیر ہونے سے کوئی ہمدردی نہیں۔ آپ کا مقصود صرف نام آوری ہے۔ آپ نے پہلے وہ تجویز نکال کر نام پیدا کرنا چاہا کہ میں مسلمان اور اہل اسلام کا ہمدرد ہوں۔ اسلام کی ہمدردی میں گورنمنٹ سے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گیا ہوں۔ جب اِدہر سے مضمون نئی چال شایع ہوا۔ اور وہ راز نہفتہ کھل گیا۔ تو آپ نے دوسرے طریق سے نام پیدا کرنا چاہا کہ میں بے نفس ہوں ذاتی غرض سے پاک ہوں کام سے کام رکھتا ہوں۔ نہ نام سے۔ یہ کام دوسرا کوئی کرے تو میں خوش ہوں۔ اور در پردہ ایسے وسایل میں کوشش کرنا شروع کیا کہ یہ کام انجام پذیر نہ ہو اور پھر یہ مشتہر کیا جائے کہ۔ دیکھا ہم نے اس کام سے استعفا دیا تو پھر کسی دوسرے سے یہ کام نہو سکا۔

اس استعفا میں جو آپ نے اپنی سنت قدیم دجالیت سے کام لیا ہے۔ اسکا ذکر میں اس آشتی آمیز و صلح خیز خط میں مناسب نہیں سمجھتا آپ نے میرے معروضات بالا کی

طرف توجہ نہ کی۔ اور اس کارروائی سدِّ راہ ہونے سے توبہ نہ کی تو آپ کے استعفا کے جواب میں اُس وجالیت کی تشریح کیجائیگی جس سے آپ کی ترکی تمام ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

اس کارروائی کا طریق و ترتیب میرے نزدیک کانفیڈنشنل اور پرائیویٹ رکھنے کے لائق ہے۔ لہذا میں اس خط کو چھاپنے کی آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ ہاں آپ کو اختیار ہے کہ اپنی رائے سے چھاپ دیں۔ یا میری رائے کے مطابق کانفیڈنشنل رکھیں۔

اس خط کا جواب تاریخ وصول سے ایک ہفتہ کے اندر دیں۔ اور مجھے بقبولیت معروضات مذکورہ سے مطمئن کریں۔ ایک ہفتہ تک اسکا جواب متضمن قبولیت نہ آیا تو آپ کی استعفا کا جواب ترکی بترکی دیا جائے گا۔

اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ ٭ اگر جنگ جوئی ندارم درنگ ٭

آپکا سچا خیر خواہ

ابوسعید محمد حسین ۔٭

یہ خط بذریعہ رجسٹری **کادیانی** کے پاس بھیجا گیا۔ جسکو کادیانی نے ، نومبر ۱۸۹۵ء کو وصول کیا۔ مگر میعاد مقررہ ایک ہفتہ تک کجا **دو مہینے** تک اس خط کا **جواب نہ دیا**۔ اس التوا کا ایک **سبب** یہ معلوم ہوا۔ کہ اسکو اس کارروائی میں اپنی دست اندازی ترک کرنا۔ اور اس کام کا انجام پذیر ہونا منظور نہ تھا۔ اسکا مقصود صرف اپنے دام افتادگان میں نام پیدا کرنا۔ اور اس ذریعہ سے اُن سے فلوس جھاڑنا تھا۔ بنا بریں علیہ اوس نے اس اثناء میں اپنی کارروائی (دستخط کرلینے) کو جس سے بظاہر استعفا دیا تھا۔ جاری رکھا جسکا اثر یہ نکلا کہ استعفا کے وقت وہ دستخطوں کی تعداد دو ہزار کے قریب بتا چکا تھا۔ اور اب پانچہزار تک بتاتا ہے۔ اور اس سبب سے اسکے پاس اس کام کیلئے بہت سا روپیہ بھی آگیا۔ **دوسرا سبب** یہ کہ ان رسائل سدِّ راہ کار خیر مذکور کی اشاعت کو ملتوی کرنا۔ اور اس التواء کے ذریعہ سے اس کار خیر کا انجام پذیر ہونا اوسکو منظور نہ تھا۔ اور ان رسائل کی چھپنے میں توقف تھا۔ اس عرصہ دو ماہ میں اُن رسائل چھاپ کر مشتہر کر دیئے۔ اور اُن کی فروخت سے خوب ٹکے کما لئے۔ اور ادہر دستخطوں کے ذریعے کچھ لوگ قابو میں آگئے۔ تو اب اوائل جنوری ۱۸۹۶ء میں آپ نے ہمارے اس **خط کا جواب** مضمون جمعہ کی تعطیل کے ضمن میں **ان الفاظ** سے

دیا ہے۔ جو ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں "جب یہ کام اُن کو (یعنے خاکسار کو) سپرد کیا تو چونکہ ان کی صرف اتنی ہی غرض تھی کہ ہمارا چلتا ہوا کام روک دیا جائے اسلئے وہ چپکے ہو کر بیٹھ گئے۔ اور میری طرف ایک خط لکھا جسکا ماحصل یہ تھا۔ کہ تم اپنی کتابیں کہ جو حال میں مخالفین مذہب کے حملوں کے رد میں لکھی گئی ہیں شائع ہونے سے روک دو اور اس طرح اُن کو تلف کر کے وہ بڑا اثر لوگوں پہنچنے دو جسکے شائع کرنے کے لیے یہ تالیفات ہیں۔ تب میں یہ کارروائی کرونگا ورنہ نہیں۔ جب یہ خط اون کا پہنچا تو مجھ کو اُنکے حال پر رونا آیا۔ کہ یا الٰہی ان لوگوں کی کہانتک نوبت پہنچ گئی یہ عجیب تحکم ہے کہ ہمارے مخالف ہمارے سید و مولے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو صریح گالیاں دیں۔ طرح طرح کی ناپاک تہمتیں لگا دیں۔ یہانتک کہ نعوذ باللہ زنا و ڈکیتی وغیرہ کے بہتان اس پاک ذات کی نسبت شائع کریں۔ اور نہایت بری باتیں آنجناب کے حق میں کہیں۔ اور یہ مولوی ہمیں اسقدر قلم اٹھانے سے بھی منع کریں کہ ہم بطریق مدافعت انکا جواب لکھیں اور ان کی زہرناک باتوں سے لوگوں کو بچا دیں۔ اور دستخط کرلینے کے لیے یہ شرط ٹھہرا دیں کہ مخالف جو چاہیں کریں۔ مگر ہم اپنے پیارے رسول کی عزت کے لئے کچھ بھی غیرت نہ دکھلاویں"۔

اب ناظرین انصاف کریں اور داد انصاف دیکر کہیں کیا ہمارے خط کا صرف یہی مضمون ہے جو کادیانی نے نقل کیا ہے۔ اور کیا ہم نے اس کار خیر کے متعلق صرف چپکے بیٹھ رہنے کے سوا کوئی کارروائی نہ کی تھی۔ اور کیا ہمارا خط اس کار خیر کو روک دینے والا ہے یا اس کی روک کو جو کادیانی کے دستخط کرلینے سے۔ اور اُسکے رسائل اشتعال انگیز کی اشاعت سے پیدا ہونے والی تھی۔ اٹھانے والا۔ اور کیا ان رسائل کی اشاعت کو روکنا آنحضرت صلعم کو مخالفین سے گالیاں دلوانا ہے۔ یا گالیاں دلوانے سے منع کر کے ان گالیوں کو رد کنا۔ اہل اسلام کادیانی کے رسائل (مضامین "ست بچن"۔ "آریہ دہرم"۔ "رسالہ نور القرآن" بالخصوص اخر الذکر رسالہ کو دیکھیں گے تو یقین کرینگے کہ کادیانی نے مخالفین کی آتش عناد کو بھڑکا دیا اور اوپر کیسر سین آمل دشنی کا تیل) ڈالدیا ہے۔

اب مخالفین اسلام اور بانی اسلام کو اسقدر گالیاں دینگے۔ کہ اس سے پہلے عشر عشیر نہیں

ملیں۔ اور معاً کادیانی کی درخواست توسیع دفعہ ۹۸ ہند کے لئے (اگر وہ اسکو گورنمنٹ میں پیش کرے گا) سدراہ ہو جائیں گے۔ کادیانی کی مداخلت مذکورہ اور اشاعت رسائل مذکورہ نے ہم کو اس درخواست کی منظوری سے مایوس کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس پرائیویٹ خط کو چھاپ دیا ہے۔ اور جب تک اس نے اپنی دست اندازی اور دستخط کرانے کا اقبال نہ کیا تھا اور نہ اُن رسائل کو مشتہر کیا تھا۔ ہم نے اسخط کو مشتہر نہ کیا تھا۔ کادیانی اب بھی اس کار خیر کا انجام پذیر ہونا ممکن سمجھتا ہے تو وہ اس کام کو کرے۔ نہیں تو اسکے ملتوی ہونے کا مظلمہ اسکے سر پر رہے گا۔ جس نے اپنی دست اندازی اور اشاعت رسائل فتنہ پردازی سے ہماری کارروائی کو رد کر دیا ہے۔ کادیانی اس کام سے جان چھوڑانے کے لئے اگر یہ عذر کرے کہ میرے چلتے کام کو روک دیا۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمنے اس کام کو کب چھوڑا۔ اور تمہارے خیال میں یہ کب رُکا رہا۔ تم اب تک دستخط کرا رہے ہو جس کی تعداد دو ہزار سے پانچہزار تک بتاتے ہو۔ اب اسکام کو پورا کرو اگر اپنے دعوے میں سچے ہو۔ ورنہ آپ کے دام افتادہ حمقاء کو بھی یقین ہو جائے گا کہ آپ کو کام سے کام نہ تھا۔ صرف نام سے کام تھا۔ کادیانی نے اپنے اس جواب خط اور پہلے مضمون استعفا میں جو دجالیت ظاہر کی ہے اسکے اظہار سے قلم کو عمداً روکا گیا ہے۔ اس اظہار کے لئے ہمارے پاس نہ وقت ہے نہ کاغذ میں گنجائش۔ کادیانی اپنی شرارت اور خباثت سے باز نہ آیا تو آئیندہ اسکا اظہار ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دجالین قادیان کی اور نئی چالیں

چھیڑ خوبوں سے چلے جاتے اسد ⁂ گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

قادیاں کے دجال اکبر اور اُنکے تابعین دجاجلہ آئے دن نئی چالیں نکالتے ہیں اور اُن میں ناکام بھی رہتے ہیں۔ مگر اس چال بازی سے باز نہیں آتے۔ اور اس شعر مرزا غالب پر جسکو ہمنے زیب عنوان کیا ہے عمل کر رہے ہیں۔

دجال اکبر کادیانی کی پہلی چال (تجویز توسیع دفعہ ۹۸ تعزیرات ہند) کی حقیقت کھل گئی اور مضمون "دجال کادیانی کی نئی چال" کی اشاعت سے اسکی خود غرضی ظاہر ہو گئی